مفتی سید عدنان کا کاخیل

آہ! مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ المدنی رحمہ اللہ علیہ

60سال سے زاید عرصہ قال اللہ اور قال رسول اللہ کے مبارک ترین مشغلہ میں صرف کر کے شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب المدنی بھی خلد آشیاں ہوگئے۔ خوش خلق، شیریں دہن، ہر دم فعال اور متحرک رہنے والے اور اب گزشتہ کچھ عرصہ سے ملک بھر میں ختم بخاری کے حوالے سے سب سے زیادہ سفر کرنے والے حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب فقط ایک جید مدرس اور صاحبِ قلم ادیب نہ تھے بلکہ تحریکات، تنظیمات اور جوش و ولولہ کی دنیا کے بھی سرخیل تھے۔ افغان جہاد اور افغان طالبان سے غیر معمولی محبت وعقیدت تھی اور افغانستان کے دینی حلقوں میں استاذ الکل کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ افغانستان میں جب طالبان کا دور تھا تو مولانا کو دورہ تفسیر کے لیے خاص طور پر مدعو کیا جاتا تھا اور طالبان کی مرکزی قیادت کے حضرات بھی ذوق وشوق سے مولانا کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کرنا اپنی سعادت سمجھتے تھے۔

عربی اور فارسی پر قدرت

زندگی کا ایک بڑا حصہ مدینہ منورہ میں گزارا تھا، اس لیے عربی میں اہلِ زبان کی سی فصاحت و بلاغت تھی۔ فی البدیہہ عربی تقریر کرتے تھے اور خوب کرتے تھے۔ قدیم طرز کے پڑھے ہوئے تھے جب فارسی بھی ہمارے دینی نصاب کا لازمی حصہ ہوا کرتی تھی، اس لیے فارسی تحریر وتقریر پر بھی عبور تھا۔

ایک خاص خصوصیت

مولانا کی ایک خاص خصوصیت ان کا مشہور زمانہ خوبصورت اور پاکیزہ خط تھا۔ اس قدر خوبصورت لکھتے تھے کہ یوں لگتا تھا جیسا موتی پروئے ہوئے ہوں۔ غضب کے مہمان نواز تھے۔ سارا دن مہمانوں، شاگردوں اور علما کا تانتا بندھا رہتا تھا۔ ہر کسی کو اکرام کے ساتھ بٹھاتے، کھلاتے اور رخصت کرتے۔ اگر کوئی مہمان کسی عجلت کی بنا پر کھانے کے لیے نہ ٹھہر سکتا ہو تو نقد رقم عنایت فرماتے کہ راستے میں میری طرف سے کھالینا۔

پانچ روشن ستارے

اس عاجز کے خاندان کے ساتھ اپنے قریبی مراسم کا ہمیشہ تذکرہ کرتے اور ان قدیمی تعلقات کا انتہائی پاس رکھتے۔ اس بات کا ہمیشہ ذکر کرتے کہ میرا مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ تمہارے والد مولانا عبداللہ کا کاخیل نے کرایا تھا۔ جس زمانے میں والد صاحب مرحوم، مولانا حسن جاں شہید اور ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب دامت برکاتہم مدینہ

یونیورسٹی سے پڑھ کر فارغ ہو چکے تھے، اس کے بعد حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب پڑھنے کے لیے مدینہ یونیورسٹی تشریف لے گئے تھے۔ اپنے زمانہ طالب علمی میں سلفی علما کے ساتھ اپنے مناظروں کی دلچسپ داستانیں بہت مزے لے لے کر سنایا کرتے تھے۔ حضرت والد صاحب مرحوم، حضرت مولانا شیر علی شاہ، حضرت مولانا سمیع الحق صاحب، حضرت مولانا حسن جان شہید اور حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب ان پانچ حضرات کا مشہور و معروف گروپ تھا جس نے بچپن، لڑکپن، جوانی اور بڑھاپے تک اپنی دوستی و محبت کو خوب نبھایا۔ اب اس جماعت میں سے فقط حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔

خصوصی توجہات و تشجیعات

راقم الحروف نے اپنی رسمی تعلیم کے زمانے میں موقوف علیہ یعنی درجہ سابعہ کے سال حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب کے پاس جامعہ حقانیہ میں دورہ تفسیر کیا تھا۔ حضرت نے کمال شفقت کا مظاہرہ فرماتے ہوئے رہائش کے لیے جامعہ کے اساتذہ کو الاٹ شدہ اپنا کوارٹر عنایت فرمایا۔ حضرت کی نشست کے قریب ہی بیٹھنے کی جگہ متعین فرمائی اور پورے دورۂ تفسیر میں خصوصی محبت کا معاملہ فرماتے رہے۔ ہم نے کچھ عرصہ سے اپنے آبائی علاقے زیارت کاکا صاحب میں ایک سیرت کانفرنس کرانے کا معمول شروع کیا ہے۔ حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب کو اس کی صدارت کے لیے مدعو کیا تو ان دنوں شدید بیمار تھے اور آمد و رفت مکمل طور پر بند تھی، بڑے شوق سے تشریف لائے اور بھرپور بیان فرمایا اور مجھ سے کہا صرف تیری وجہ سے آیا ہوں ورنہ آج کل کہیں آجا نہیں رہا۔ اسی طرح ایک معاملہ میں ہمیں مولانا شیر علی شاہ صاحب کے بیان کی ضرورت پڑ گئی۔ استاذ محترم حضرت مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب دامت برکاتہم نے اس عاجز کے ذمے لگایا کہ مولانا کا بیان لینا ہے۔ مولانا نے بلا تامل بیان لکھ کر دے دیا۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضرت ہوسکتا ہے کہ ایک اور بیان کی ضرورت بھی پڑ جائے اور تو دوبارہ کراچی سے کیسے آؤں گا؟ تو اپنے لیٹر پیڈ سے دو صفحے نکال کر سادہ کاغذ پر اپنے دستخط ثبت فرمائے اور کہا میری طرف سے تم کو اجازت ہے جو بیان لکھنا چاہو لکھ کر اخبار میں دے دینا۔ شاید وہ دستخط شدہ سادہ کاغذ اب بھی میری کتابوں میں کہیں پڑا ہوگا۔

حضرت کی ایک ایک شفقت یاد آتی ہے تو آنکھیں نم ہوجاتی ہیں۔ والد صاحب مرحوم سے اپنی دوستی اور تعلق کی جس طرح لاج رکھی، آج کے زمانے میں اسکا تصور بھی نہیں ہوسکتا۔ جب کبھی میں اکوڑہ خٹک میں ان دو حضرات یعنی حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب اور حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی اکٹھی مجلس میں موجود ہوتا تو کئی بار دونوں حضرات نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ تم کو دیکھ کر مولانا عبداللہ کاکاخیل صاحب کی یاد تازہ ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں انکی اولاد کو مدرسوں اور تعلیم تعلم کے رستہ پر چلتا ہوا دکھا دیا۔ اس پر دونوں حضرات اپنی بے پایاں مسرت کا اظہار فرماتے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی بال بال مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ سید الاولین والآخرین۔ (بشکریہ: ضرب مومن 30/10/2015)